حافظ محمد اکبر شاہ بخاری

مولانا اشرف علی تھانویؒ اور تحریک پاکستان

حضرت حکیم الامت تھانویؒ کو چونکہ ہندو مسلم اتحاد کے ذریعے "حکومت اسلامی کے قیام" میں کامیابی نظر نہیں آ رہی تھی اس لیے حضرت تھانویؒ کانگریس کی متحدہ قومیت کے سخت مخالف تھے اور اس کے برعکس اسلام و کفر کی بنیاد پر مسلم اور غیر مسلم دو قومی نظریہ کے سختی کے ساتھ حامی تھے اور اسلامی حکومت کے قیام کے لیے مسلمانوں کی مستقل علیحدہ تنظیم کی ضرورت پر ہمیشہ زور دیتے تھے۔

مولانا عبد الماجد دریا آبادی اپنے مکتوب میں لکھتے ہیں:

"حضرت کو بعض معاصر علماء کی طرح جنگ آزادی، جنگ حقوق آزادی وطن وغیرہ سے کوئی خاص دلچسپی نہ تھی۔ ان کے سامنے مسئلہ سیاسی نہیں بلکہ تمام تر دینی تھا، وہ صرف اسلام کی حکومت چاہتے تھے۔ ۱۹۲۸ء میں جب پہلی بار حاضری ہوئی تو اس ملاقات میں حضرت نے دار الاسلام کی اسکیم خاصی تفصیل سے بیان فرمائی تھی کہ جی یوں چاہتا ہے کہ ایک خطہ پر خالص اسلامی حکومت ہو۔ سارے قوانین تعزیرات وغیرہ کا اجراء احکام شریعت کے مطابق ہو۔ بیت المال ہو، نظام زکوٰۃ رائج ہو، شرعی عدالتیں قائم ہوں، دوسری قوموں کے ساتھ مل کر کام کرتے ہوئے یہ نتائج کہاں حاصل ہو سکتے ہیں۔ اس کے لیے صرف مسلمانوں ہی کی جماعت ہونی چاہیے اور اس کو یہ کوشش کرنی چاہیے۔"

پھر حضرت تھانویؒ کے سامنے ۱۸۵۷ء کا تجربہ بھی تھا کہ اس وقت مسلمانوں نے انگریزوں کے خلاف ہندوؤں کے ساتھ مل کر کام کیا تھا۔ مگر نتیجہ یہ ہوا تھا کہ ہندوؤں نے مسلمانوں کو دھوکا دیا۔ مسلمانوں کو مجرم بنایا اور خود انگریزوں کے پاؤں اکھڑ جانے کے بعد ان کو ہندوستان میں جمانے والے صرف ہندو لیڈر ہی تھے۔ بعض لوگوں کو حضرت حکیم الامت کے اس حکیمانہ، عاقلانہ اور حدود شریعت کے جامع سیاسی مسلک کو سمجھنے میں غلط فہمی ہوئی اور انہوں نے حضرت تھانویؒ کی تحریک خلافت سے علیحدگی کو اصل کے خلاف سمجھ کر

حضرت کے خلاف بڑی شورش پیدا کر دی اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ تھانہ بھون کے بعض لوگ یہ کہنے لگے کہ حضرت تھانوی سے خانقاہ امدادیہ کو خالی کرا لیا جائے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی غیبی نصرت وحمایت کا ایسا اظہار فرمایا کہ مخالفین ہی کو شرمندہ ہو کر حضرت کے سامنے جھکنا پڑا۔ حضرت [redacted]یؒ کے سیاسی مسلک کے بارے میں غلط فہمی بلکہ بد گمانی کا شکار ہونے والوں میں خلافت کمیٹی کے رکن مولانا عبد الماجد دریا بادی مرحوم بھی شامل ہیں جس کا اعتراف خود موصوف نے حضرت تھانویؒ سے مولانا حسین احمد مدنیؒ کے ہمراہ اپنی پہلی ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے ان الفاظ میں کیا:

> "۱۹۲۸ء میں ایک روز حضرت کی طویل صحبت میں سیاسی پہلوؤں پر گفتگو ہوئی۔ حضرت نے اتنی معقولیت سے گفتگو کی کہ ساری بد گمانیاں کافور ہو گئیں۔ کون کہتا ہے کہ حضرت گورنمنٹی آدمی ہیں، لا حول ولا قوۃ۔ جس نے بھی کہا یا ایسا جانا، یہ سب جھوٹ کہا۔ یہ تو خالص مسلمان کی گفتگو تھی۔ مسلمان بھی ایسا جو جوش دینی اور غیرت ملی میں کسی خلافتی سے ہرگز کم نہیں۔ پاکستان کا تخیل خالص اسلامی حکومت کا خیال یہ سب آوازیں ہم نے پہلے پہل یہیں حضرت کی زبانی سنیں۔ حضرت کو ہم سے طریق کار میں اختلاف تھا جو بڑا اختلاف نہیں تھا۔"

بہرحال حضرت تھانویؒ دو قومی نظریہ کے سخت حامی تھے اور پاکستان کا تصور پیش کرنے والے پہلے شخص تھے۔

دار العلوم دیوبند کے سرپرست اعلیٰ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ دار العلوم کے صدر مہتمم شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ دار العلوم کے صدر مہتمم شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ صدر مفتی حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ اور دار العلوم کے دیگر متعدد ومقتدر اصحاب علم وفضل قطعی طور پر نظریہ پاکستان کے بہت بڑے موید تھے۔ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ چاہتے تھے کہ جناح صاحب کو دینی جذبات پر ابھار کر دین کی راہ پر لایا جائے اور ان کی سیاست میں اسلامی شعور اور شریعت کا رنگ بھر دیا جائے۔ اس سلسلے میں ہم مولانا شبیر علی تھانویؒ جو حضرت حکیم الامت تھانویؒ کے خاص بھتیجے اور خادم خاص ہیں، ان کے وہ بیانات پیش کرنا چاہتے ہیں جو حضرت حکیم الامت تھانویؒ کی جناح صاحب کو تبلیغ دین اور پاکستان کے بنیادی احساس سے متعلق ہیں۔

مولانا شبیر علی صاحب فرماتے ہیں کہ:

"واقعہ مئی ۱۹۳۸ء کا ہے کہ ایک روز دوپہر کا کھانا کھا کر میں اپنے دفتر میں کام کر رہا تھا جو حضرت حکیم الامت کی سہ دری کے سامنے تھا۔ حضرت حکیم الامت تھانوی دوپہر کا کھانا تناول فرما کر قیلولہ کے لیے خانقاہ تشریف لائے۔ اپنی سہ دری میں پہنچ کر مجھے آواز دی۔ میں فوراً حاضر ہوا اور سامنے بیٹھ گیا۔ حضرت سر جھکائے کچھ متفکر تشریف فرما تھے۔

اس زمانے تک پاکستان کا مشہور ریزولیوشن لاہور پاس نہیں ہوا تھا۔ مگر کانگریس اور ہندوؤں کی ذہنیت بہت کچھ بے نقاب ہو چکی تھی۔ اور عوام و خواص کی زبان پر یہ آگیا تھا کہ ہندو کے ساتھ مسلمان کا نباہ ناممکن ہے۔ اس لیے علیحدہ سلطنت قائم کرنا ضروری ہے۔ غرض حضرت نے دو تین منٹ کے بعد سر اٹھایا اور جو ارشاد فرمایا وہ الفاظ آج تک میرے کانوں میں گونج رہے ہیں اور بحمد اللہ حافظے میں محفوظ ہیں۔ حضرت نے فرمایا "میاں شبیر علی! ہوا کا رخ بتا رہا ہے کہ لیگ والے کامیاب ہو جائیں گے اور بھائی جو سلطنت ملے گی وہ انہی لوگوں کو ملے گی جن کو آج سب فاسق و فاجر کہتے ہیں۔ مولویوں کو تو ملنے سے رہی۔ لہٰذا ہم کو یہ کوشش کرنا چاہیے کہ یہی لوگ دین دار بن جائیں اور بھائی آج کل کے حالات ایسے ہیں کہ اگر سلطنت مولویوں کو مل بھی جائے تو شاید مولوی چلا بھی نہ سکیں۔ یورپ والوں سے معاملات' ساری دنیا سے جوڑ توڑ ہمارے بس کا کام نہیں۔ اور سچ تو یہ ہے کہ سلطنت کرنا دنیا داروں ہی کا کام ہے۔ مولویوں کو یہ کرسیاں اور تخت زیب نہیں دیتے۔ اگر تمہاری کوشش سے یہ لوگ دیندار اور دیانت دار بن گئے اور پھر سلطنت ان ہی کے ہاتھ میں رہی تو چشم ما روشن دل ما شاد کہ ہم سلطنت کے طالب ہی نہیں۔ ہم کو تو صرف یہ مقصود ہے کہ جو سلطنت قائم ہو' وہ دیندار اور دیانت دار لوگوں کے ہاتھ میں ہو اور بس' تا کہ اللہ کے دین کا بول بالا ہو۔"

یہ سن کر مولانا شبیر علی صاحب نے عرض کیا کہ "پھر تبلیغ نیچے کے طبقے یعنی ام سے شروع ہو یا اوپر کے طبقے یعنی خواص سے؟" اس پر حضرت حکیم الامت تھانویؒ نے ارشاد فرمایا کہ "اوپر کے طبقے سے کیونکہ وقت کم ہے اور الناس علٰی دین ملوکھم اگر خواص

دین دار اور دیانت دار بن گئے تو ان شاء اللہ عوام کی بھی اصلاح ہو جائے گی۔" (روئیداد ص ۲۰۱)

حضرت حکیم الامت تھانویؒ کی اس تبلیغی جدوجہد کا آغاز ہوا۔ اور آپ نے مسٹر محمد علی جناح کو تبلیغ کے لیے وفد مرتب کیا جس کا امیر علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کو بنایا۔ مولانا ظفر احمد عثمانیؒ، مولانا شبیر علی تھانویؒ اور مولانا مفتی عبد الکریم گمتھلویؒ کو وفد کے ارکان منتخب کیا۔

حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ نے اپنے ایک ملفوظ میں فرمایا:

"جس زمانے میں کانگریس، مسلم لیگ سے مفاہمت کر رہی تھی میں نے ایک خط مسلم لیگ کو اس مضمون کا لکھا تھا کہ مفاہمت میں چونکہ مسلمانوں کے امور دینیہ کی حفاظت نہایت اہم اور بہت ضروری ہے اس لیے شرعیات میں آپ اپنی رائے کو بالکل دخل نہ دیں بلکہ علماء محققین سے پوچھ کر عمل فرمائیں۔" (افادات اشرفیہ و رسائل سیاسیہ ۹۶)

حکیم الامت تھانویؒ کے اس خط کے جواب میں محمد علی جناح مرحوم نے لکھا کہ:

"آپ کا والا نامہ ملا۔ بڑی مسرت ہوئی، اس کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں آپ کی ہدایات پر عمل کرنے کی کوشش کروں گا۔ آئندہ بھی آپ مجھے ہدایات فرماتے رہیں۔"

یہ خط وکتابت حضرت تھانویؒ کی طرف سے اردو میں ہوئی تھی۔ لیکن اردو کا ترجمہ خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ کرتے تھے۔ اور اردو نیز انگریزی دونوں تحریریں پاس جاتیں۔ جناح صاحب انگریزی میں خط بھیجتے۔ اس خط وکتابت کا ریکارڈ مولانا شبیر علی تھانویؒ اور ادھر جناح صاحب کے پاس موجود تھا۔ حضرت حکیم الامت تھانویؒ کی تبلیغی سرگرمیوں سے جناح صاحب نے زبردست تاثر لیا اور ان کی عقیدت کا جو رنگ جناح صاحب کے دل پر چڑھا، اس کا اندازہ بمبئی کے ان تاجروں کے بیان سے ہو سکتا ہے جو انہوں نے بمبئی جمعیت علماء اسلام کی کانفرنس کے موقع پر شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ مولانا محمد طاہر قاسمی اور مولانا ظفر احمد عثمانیؒ کے سامنے دیا۔ انہوں نے کہا کہ جناح صاحب نے حضرت تھانویؒ کا ذکر کرتے ہوئے علماء کانگریس کے مقابلہ میں فرمایا۔

"مسلم لیگ کے ساتھ ایک بہت بڑا عالم جس کا علم وتقدس اور تقویٰ اگر

ایک پلڑے میں رکھا جائے اور تمام علماء کا علم وتقدس اور تقویٰ دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو اس کا پلڑا بھاری ہوگا اور وہ مولانا اشرف علی تھانوی ہیں۔"
(تعمیر پاکستان وعلماء ربانی ص ۹۶)

غرض یہ ہے کہ جناح صاحب اور ان کے رفقاء کار کی دینی تربیت میں حضرت حکیم الامت تھانویؒ نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ اور علماء دیوبند میں سب سے پہلے حضرت حکیم الامت تھانویؒ قدس سرہ ہیں جو مسلم لیگ کے زبردست موید تھے۔ آپ ۱۹۱۸ء کی جنگ عظیم کے بعد تحریک خلافت' ہندو مسلم اتحاد کے زمانے میں واحد شخص ہیں جو اس اتحاد کو بے معنی سمجھتے تھے اور فرماتے تھے کہ مسلمانوں کے لیے اس میں بھلائی ہے کہ وہ اپنے لیے علیحدہ حکومت حاصل کریں۔

یہ وہ زمانہ تھا جب ہر عالم اور ہر لیڈر ہندو مسلم اتحاد کا زبردست موید تھا۔ اس معنی میں حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ پہلے پہل ہندوستان میں پاکستان کی داغ بیل ڈال رہے تھے اور پاکستان کے لیے زمین ہموار کر رہے تھے جس کی بناء پر آپ کو قتل کی دھمکیاں دی جا رہی تھیں۔ مگر آپ کوہ استقامت بنے رہے اور مسلم لیگ کی تائید و حمایت فرماتے رہے۔ (ماخوذ از حیات امداد ۲۳ تا ۲۷)

مولانا تھانویؒ اور ان دوسرے حضرات علماء دیوبند کو جو تحریک پاکستان کی تائید وحمایت کر رہے تھے' قتل کی دھمکی دی گئی۔ مگر ان حضرات کے قدم نہ ڈگمگائے اور برابر مسلم لیگ کا ساتھ دیتے رہے۔ مولانا تھانویؒ نے ہی سب سے پہلے اسلامی مملکت کا تصور پیش کیا اور ایک علیحدہ آزاد مملکت کے لیے تمنا اور دعا کی۔ جناح صاحب سے باقاعدہ خط وکتابت کرتے رہے اور تھانہ بھون سے مسلم لیگ کے مختلف اجلاسوں میں وفود بھیجے۔ ۱۹۳۸ء کے مسلم لیگ ک اجلاس پٹنہ میں آپ کا پیغام پڑھ کر سنایا گیا۔ آل انڈیا مسلم لیگ کی وفات پر جو تعزیتی قرارداد پاس کی' اس سے مسلم لیگی حلقوں میں مولانا تھانویؒ کے مقام ومرتبہ کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔